9حدیثِ ضعیف کے متعلقات واحکام کا تحقیقی مطالعہ

Arslan Arif (MS Scholar, University of Sialkot)
arslan.tarar65865@gmail.com

Hafiz Mudasser Riaz (MS Scholar, University of Sialkot)
mrwarraich67@gmail.com

Dr Abdul Rehman
Assistant Professor (HOD) Islamic Studies University of Sialkot
abdulrehman.is@uskt.edu.pk

Abstract

The science of Hadith is a highly revered knowledge. The Messenger of Allah (peace be upon him) has mentioned the virtues of reading and teaching Hadith in his sayings. Hadith consists of two parts: one is called the Sanad and the other is called the Matan. The esteemed scholars of Hadith have taken measures to preserve both the Sanad and the Matan of Hadith. Based on the Sanad, Hadith is categorized into different types to determine its authenticity. Some Hadiths have weaknesses in either the Sanad or the Matan, and these are referred to as fabricated or Mawdu' Hadiths. There are various scholarly opinions regarding the ruling on such Hadiths, specifically when these narrations can be used as evidence and when they should not be acted upon. This article first explains the literal and technical meanings of Hadith. It then introduces the major categories of Hadith to facilitate understanding the main topic, which is the introduction of fabricated

Hadith. After that, it provides a detailed explanation of the types of fabricated Hadith. Following the categorization of fabricated Hadith.

This article discusses the rulings related to fabricated Hadith, highlighting the scholarly differences of opinion on the matter. It addresses which areas fabricated Hadith may be considered acceptable and in which areas they are completely unacceptable.

Keywords: Hadith, Da'eef, Categories, Fabricated Hadith, Rules

علم حدیث ایک انتہائی متبرک علم ہے رسول اکرم ﷺ نے اپنے فرمودات میں احادیث پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلتیں بیان کی ہیں ،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے {"قَالَ النبی ﷺ نضَّرَ اللّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبلَّغَهَا"}[1] "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری بات کو توجہ سے سنے اور اسے یاد رکھے پھر آگے پہنچائے" حدیث کے دو حصے ہوتے ہیں ایک کو سند حدیث کہتے ہیں دوسرے کو متنِ حدیث کہا جاتا ہے محدثینِ کرام نے سندِ حدیث اور متنِ حدیث دونوں کو محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے سند حدیث کے اعتبار سے حدیث کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ دیکھا جاسکے یہ حدیث کس درجہ کی ہے اور پھر کچھ احادیث میں سند یا متن کے اعتبار سے ضعف ہوتا ہے اور وہ احادیث ضعیف یا موضوع کہلاتی ہیں اور ایسی احادیث کا کیا حکم ہے کب یہ روایات قابل استدلال ہوں گی اور

---

[1] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی الحث علیٰ تبلیغ السماع((مصر: مطبعۃ مصطفی البابی الحلبي، ۱۳۹۵ھ)، ۴/ ۵۶، الحدیث: ۲۶۵۸

کب ان پر عمل نہیں کیا جائے گا اس بارے علماء کے مختلف اقوال ہیں اس آرٹیکل میں حدیث کی مختلف تعریفات بیان کرنے کے بعد احادیثِ ضعیفہ کی اقسام اور اس کے تفصیلی احکام بیان کیے جائیں گے۔

حدیث کا لغوی معنیٰ

لفظ حدیث کے لغوی معنیٰ کے بارے علماء لغت نے بہت سی چیزیں بیان کی ہیں۔

صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں "ألحدیث،نقیض القدیم"[2] حدیث قدیم کی ضد ہے ہر نئی چیز کو حدیث کہا جاتا ہے۔

ابو البقاء الکفوی، کلیات میں فرماتے ہیں حدیث کا لفظ تحدیث سے اسم ہے اور اس کا معنیٰ "خبر دینے" کے ہیں[3]

حدیث کی اصطلاحی تعریف

بہت سارے علماء نے حدیث کی اصطلاحی تعریفات بیان کی ہیں سب سے مختصر تعریف حافظ ابن حجر نے کی ہے "کل ما أضیف إلی النبیﷺ فھوحدیث"[4] ہر وہ چیز جس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف ہو وہ حدیث ہے۔

ڈاکٹر محمود الطحان نے ان الفاظ میں تعریف بیان کی ہے: "ما أضیف إلی النبی ﷺمن قول أو فعل أو تقریر أو صفة"[5] وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف کی جائے حدیث کہلاتی ہے

مذکورہ تعریف میں چار چیزوں کو حدیث میں شامل کیا ہے

- آپ ﷺ کے اقوال
- آپ ﷺ کے افعال
- آپ ﷺ کی تقریر (جو قول یا عمل آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو آپ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو)
- آپ ﷺ کی صفات

فقہاء احوال ذکر نہیں کرتے ہیں

اقسام حدیث باعتبار مقبول و مردود

حدیث کے مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے حدیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

۱) مقبول ۲) مردود

حدیث مقبول کی تعریف

"مایرجح صدق المخبربه" وہ حدیث جس کے راوی کا سچا ہونا راجح ہو"

حافظ ابن حجر کے نزدیک حدیث مقبول کی چار قسمیں ہیں

۱) صحیح لذاتہ ۲) حسن لذاتہ ۳) صحیح لغیرہ ۴) حسن لغیرہ

---

[2] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۸ھ) ۲/ ۷۹۲

[3] ابو البقاء الکفوی، ایوب بن موسی الحسینی، الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق الغویہ (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۸ء)، ۳۷۰

[4] ابن حجر، احمد بن علی، شرح نخبۃ الفکر (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۱۱ء)، ۳۵۔ مزید دیکھیں تدریب الراوی ۱/ ۴۲

[5] الطحان، محمود بن احمد، تیسیر مصطلح الحدیث (مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ۲۰۱۰ء)، ۱۷

صحیح لذاتہ کی تعریف

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح لذاتہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

"خبرالآحاد بنقل عدل تام الضبط،متصل السند،غير معلل ولاشاذ هوالصحيح لذاته"[6]

خبر واحد جب عادل، کامل الضبط راویوں سے مروی ہو اور متصل السند ہو، معلل اور شاذ نہ ہو اسے صحیح لذاتہ کہتے ہیں

حسن لذاتہ کی تعریف

حسن لذاتہ کی تعریف کرتے ہوئے ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"أن يكون راويه من المشهورين بالصدق والأمانة،غيرأنه لم يبلغ درجة رجال الصحيح لكونه يقصرعنهم فى الحفظ والإتقان"[7]

حسن لذاتہ وہ حدیث ہے جس کا راوی صداقت و امانت کے اعتبار سے مشہور ہو لیکن صرف حفظ وضبط میں صحیح کے راویوں سے کم ہو"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حسن لذاتہ کی تعریف یوں کرتے ہیں

"خبر الأحاد بنقل عدل تام الضبط،متصل السند،غير معلل ولا شاذ هو الصحيح لذاته،فإن خف الضبط فالحسن لذاته"[8] حدیث آحاد کے راوی عادل اور مکمل ضبط والے ہوں، اس کی سند متصل ہو، اور اس میں کوئی علت اور شذوذ نہ ہو تو وہ صحیح لذاتہ کہلاتی ہے اور اگر اس کا ضبط خفیف ہو تو وہ حسن لذاتہ کہلاتی ہے۔

صحیح لغیرہ کی تعریف

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح لذاتہ کی تعریف یوں کرتے ہیں: "إذا كان الراوى الحديث متأخرا عن درجة الحافظ الضابط،مشهورا بالصدق والستر،فرویٰ حديثه من غير وجه قوى وارتفع من الحسن إلى الصحيح"[9] جب ایک راوی حافظہ اور ضبط میں صحیح لذاتہ کے راویوں سے کم درجے کا ہو لیکن فی نفسہ سچائی میں مشہور ہو اور اس کی روایت کسی اور سند سے بھی مروی ہو تو اس کی روایت درجہ حسن سے صحیح لغیرہ تک چلی جائے گی"۔

حسن لغیرہ کی تعریف

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن لغیرہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے: "هوالضعيف المحتمل الضعف إذا تعددت طرقه"[10] حسن لغیرہ وہ حدیث ضعیف ہے جس میں ضعف خفیف ہو اور وہ متعدد طرق سے مروی ہو"[11]

حدیث مردود کی تعریف

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے خبر مردود کی تعریف یوں بیان کی ہے

---

[6] ابن حجر، نزہۃ النظر، ۴

[7] ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن، علوم الحدیث مع شرحہ التقیید والایضاح، (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۲۰ھ)، ۴۰

[8] ابن حجر، نزہۃ النظر، ۴

[9] النووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف، التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر فی اصول الحدیث (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ)، ۴

[10] السخاوی، فتح المغیث، ۱/ ۵۸

[11] اگر کسی راوی میں ضعف فسق، کذب یا متہم بالکذب کی وجہ سے ہو تو پھر چاہے وہ کتنے ہی طرق سے مروی ہو وہ درجہ حسن تک نہیں پہنچے گی (قواعد التحدیث، جمال الدین قاسمی)

"هوالخبرالذی لم يرجح صدق المخبربه"[12] خبر مردود وہ حدیث ہے جس کے راوی کی صداقت راجح نہ ہو خبر مردود کی اقسام میں سے ضعیف اور موضوع احادیث کی تعریفات آئندہ صفحات میں ذکر کی جائیں گی۔

حدیث ضعیف کی تعریف

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے خبر ضعیف کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"كل حديث لم تجتمع فيه صفات الحديث الصحيح ولاصفات الحسن المذكورات فيما تقدم فهوحديث ضعيف "[13]"ہر وہ حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی صفات مذکورہ جمع نہ ہوں وہ حدیث ضعیف ہے"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الصلاح کی تعریف پر اعتراض کیا ہے[14] اور اس طرح تعریف فرما کر اسے اعتراضات سے محفوظ قرار دیا ہے کہ "كل حديث لم تجتمع فيه صفات القبول"[15] "ہر وہ حدیث جس میں قبول کی صفات جمع نہ ہوں وہ حدیث ضعیف ہے"

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں تعریف بیان کی ہے "ما نقص عن درجة الحسن قليلا"[16]

حدیث ضعیف وہ حدیث بنے گی جو درجہ حسن سے ذرا کم رتبے کی ہو۔

اور اسی سے ملتی جلتی تعریف البیقونی نے المنظومۃ البیقونیۃ" میں اشعار کی صورت میں کی ہے:

"وكل ما عن رتبة الحسن قصر فهو الضعيف وهوأقسام كثر"[17]

ہر وہ حدیث جو حسن کے رتبہ سے کم ہو وہ ضعیف کہلاتی ہے اس کی بہت سی اقسام ہیں

اسی طرح تیسیر علوم الحدیث میں عمرو عبدالمنعم نے یوں تعریف کی ہے

"ما لم يجمع صفات القبول بفقد شرط من شروطه"[18] وہ روایت جس میں قبول کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو۔

ضعیف کی مذکورہ بالا تعریفات میں سے سب سے آخری تعریف زیادہ جامع معلوم ہوتی ہے، اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ہر وہ حدیث جس میں صحیح اور حسن کی پانچ شروط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو وہ ضعیف کہلاتی ہے، مثلاً اس کی سند متصل نہ ہو، یا اس کے راویوں میں سے کوئی راوی فاسق و فاجر یا کذاب ہو، یا کوئی راوی ضبط و اتقان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا نہ ہو، اور شدید غفلت یا وہم کا شکار رہتا ہو یا ضبط حدیث میں فحش قسم کی غلطیاں کرتا ہو، یا اس کی سند میں کوئی ایسی مخفی علت ہو جو اس کی صحت میں قادح بن رہی ہو، الغرض یہ کہ کسی حدیث کے قابل قبول ہونے کیلئے جو شرطیں محدثین نے لگائی ہیں اور جن کا تذکرہ صحیح اور حسن کی تعریفات کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے کسی شرط کے فقدان سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے۔

---

[12] ابن حجر، نزہۃ النظر، ۴

[13] ابن الصلاح، مقدمہ ابن صلاح، ۴۱

[14] ابن حجر، احمد بن علی، النکت علی کتب ابن الصلاح (المدینۃ المنورہ: مطبع عمیر ۱۹۸۴ھ)، ۱/۴۹۱

[15] ایضاً، ۴۹۲

[16] ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، الموقظۃ فی علم المصطلح الحدیث (بیروت: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۲۰ھ)، ۳۳

[17] البیقونی، عمر بن محمد بن فتوح، المنظومۃ البیقونیۃ (دار المغنی للنشر و التوزیع، ۱۴۲۰ھ)، ۱۲۔

[18] عمرو عبدالمنعم، تیسیر علوم الحدیث (طنطا: دار الفیاء، ۱۴۲۲ھ)، ۳۹

ضعفِ حدیث کے اسباب اوراس کے تحت آنے والی حدیث ضعیف کی اقسام

کسی بھی حدیث کے ضعیف ہونے کے بنیادی دو سبب ہوتے ہیں

ا۔ سند میں انقطاع ہونا ۲۔ راوی کا مجروح ہونا

حدیث ضعیف کی اقسام باعتبار انقطاع سند

سند میں انقطاع کے سبب حدیث ضعیف کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام بنتی ہیں

معلق

ابن صلاح نے یوں تعریف کی ہے: "واماالمعلق وهوالذى حذف من واحد أو أكثر"[۱۹]

معلق وہ روایت ہے جس کی سند کی ابتداء سے ایک یازائدراوی محذوف ہوں

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں حدیث معلق کو بیان کیا ہے

"ماحذف من مبدأ إسناده راو أو كثر على التوالى،ولو إلى آخر الإسناد" [۲۰]

وہ حدیث جس کی سند کے شروع میں ایک راوی یا ایک سے زیادہ راوی لگاتار محذوف ہوں یا آخر تک پوری سند ہی محذوف ہو

معلق کی مذکورہ تعریف میں اگر غور کیاجائے تو معلوم ہوتاہے کہ معلق کی تین صورتیں ہیں:

أ. سند کے شروع سے ایک راوی یعنی مصنف کا شیخ محذوف ہو اور سند کا آغاز اس کے شیخ الشیخ سے ہو

ب. سند کے شروع سے لگاتار دو یا اس سے زیادہ راوی محذوف ہوں

ج. پوری سند آخر تک محذوف ہو اور اس کا آغاز قال رسول اللہ ﷺ سے ہو

مرسل

حافظ ابن حجر نے المرسل کی تعریف یوں کی ہے "ما سقط من آخره من بعد التابعي هو المرسل"[۲۱] وہ حدیث جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد والا راوی ساقط ہو، اسے مرسل کہتے ہیں ، گویا مرسل کی صورت یہ ہوگی کہ ایک تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا، یا یوں کیا، یا آپ کا یہ کام ایسے تھا، حالانکہ تابعی نے نہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور نہ اس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی، تو وہ اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو واسطہ ہے (وہ صحابی بھی ہو سکتاہے اور کسی دوسرے تابعی اور پھر صحابی کا بھی ہو سکتاہے) اسے ساقط کر دیتاہے، اس کو محدثین کے نزدیک مرسل کہاجاتاہے۔

مرسل کا حکم

مرسل حدیث کی حجیت وعدم حجیت کے بارے میں محدثین وفقہاء کرام کے تین مشہور مسلک ہیں۔

- **پہلا مسلک** جمہور محدثین کے نزدیک حدیث مرسل ضعیف حدیث کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، لہٰذا نا قابل حجت ہے امام مسلم کا کہنا ہے: "المرسل من الروايات في أصل قولناوقول أهل العلم بالأخبار ليس بحجة"[۲۲]

---

[۱۹] ابن الصلاح، مقدمہ ابن صلاح، ۶۰۔

[۲۰] ابن حجر، احمد بن علی، ہدی الساری مقدمہ فتح الباری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س:ن)، ۱/ ۱۸

[۲۱] ابن حجر، نزہۃ النظر، ۴۷

[۲۲] ابن رشید الفہری، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد، السنن الیبن والمورد الامعن فی المحاکمۃ بین الامامین فی السند المعنعن (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریہ ۱۴۱۷ھ)، ۱۳۱

علماء محدثین کے نزدیک مراسیل حجت نہیں

- **دوسرا مسلک** امام مالک، امام ابو حنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ مرسل روایت قابل قبول ہے، اور اس پر عمل کرنا لازم ہے بشرطیکہ مرسل روایت کرنے والا تابعی احتیاط کرتا ہو اور صرف ثقہ راوی ہی کو ساقط کرتا ہو، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجیتِ مرسل کیلئے ایک شرط یہ بھی لگائی ہے کہ مرسل روایت کرنے والا راوی پہلی تین صدیوں کے لوگوں میں سے ہو۔[23]
- **تیسرا مسلک** امام شافعی کا ہے، ان کے نزدیک مرسل روایت کے قابل قبول ہونے کی کئی شرطیں ہیں:

ایک یہ کہ ارسال کرنے والا تابعی کبار تابعین میں سے ہو۔

دوسری یہ کہ حدیث مرسل کسی دوسری موصول سند سے مروی ہو، یا اگر دوسری سند بھی مرسل ہو تو اس میں ارسال کرنے والے راوی کے اساتذہ وہ نہ ہوں جو پہلی سند میں ارسال کرنے والے راوی کے ہوں۔ تیسری یہ کہ ارسال کرنے والا راوی جب کبھی محذوف راوی کا نام ذکر کرے تو ثقہ راوی ہی کا نام ذکر کرے، اور اگر اس کے ساتھ دوسرے ثقہ راوی بھی اسے روایت کرنے میں شریک ہوں تو وہ اس کی مخالفت نہ کریں۔

چوتھی یہ کہ مرسل کی تائید کسی صحابی کے قول سے ہو رہی ہو، یا اکثر اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہو۔[24]

معضل

ابن صلاح اس کی تعریف یوں کرتے ہیں: "وهو عبارة عما سقط من إسناده إثنان فصاعدا"[25] معضل اس روایت کو کہتے ہیں جس میں دو یا دو سے زائد راوی کسی بھی جگہ سے گرے ہوئے ہوں۔

منقطع

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ منقطع کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مالم يتصل إسناده على أى وجه إنقطاعه"[26] منقطع وہ روایت ہے جس کی سند متصل نہ ہو اور اس میں کسی بھی قسم کا انقطاع پایا جائے۔

اس کے علاوہ ایک تعریف یہ بھی بیان کی گئی ہے "ما كان فى إسناده إنقطاع فيما دون طبقة الصحابى"[27] وہ حدیث جس میں صحابی کے طبقے سے نیچے کسی جگہ انقطاع آجائے

مدلس

مدلس کا لفظ تدلیس سے نکلا ہے جس کے معنیٰ عیب چھپانے کے ہیں

محمود الطحان مدلس کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: "إخفاء عيب فى الإسناد وتحسين لظاهره"[28] مدلس اس روایت کو کہتے ہیں جس

---

[23] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، تدریب الراوی مع تقریب النواوی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۷۹ء)، ۱/ ۲۹۹

[24] قاسمی، محمد جمال الدین بن محمد سعید، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س:ن)، ۱۴۱

[25] ابن الصلاح، مقدمہ ابن الصلاح، ۶۴

[26] النووی، ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف، التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر فی اصول الحدیث (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ)، ۲۳۵

[27] عمرو عبد المنعم، تیسیر علوم الحدیث، ۴۸

[28] محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ۷۸

میں سند میں موجود عیب کو چھپایا ہو اور ظاہری طور پر تحسین کی ہو

تدلیس کی اقسام

تدلیس کی عموماً تین صورتیں ہوتی ہیں

۱. تدلیس الاسناد 2. تدلیس الشیوخ 3. تدلیس التسویہ

تدلیس الاسناد کی تعریف

تدلیس الاسناد یہ ہے کہ محدث ایسے ہمعصر راوی سے روایت بیان کرے جس سے اس کی ملاقات نہ ہو یا ملاقات تو ہو لیکن سماع نہ ہو یا سماع تو ہو لیکن خاص اس روایت کو نہ سنا ہو۔[۲۹]

تدلیس الشیوخ کی تعریف

تدلیس الشیوخ یہ ہے کہ محدث کا شیخ کوئی معمولی درجہ کا راوی ہو یا اس میں کوئی ضعف ہو جس کی وجہ سے محدث اس شیخ کے معروف نام کو ذکر نہ کرے تاکہ وہ لوگوں سے مخفی رہے۔[۳۰]

تدلیس التسویہ کی تعریف

تدلیس التسویہ یہ ہے کہ محدث اپنی روایت کو عمدہ بنانے کے لیے شیخ سے اوپر کسی معمولی راوی کو حذف کر دے اور اس کی جگہ ایسا لفظ ذکر کرے جس سے سماع کا احتمال ہو[۳۱]

طعن راوی کے اعتبار سے اقسام حدیث

راوی میں طعن کے اعتبار سے حدیث مردود کی دس اقسام بنتی ہیں:

• موضوع	• شاذ	• مقلوب
• متروک	• معلل	• مضطرب
• منکر	• مدرج	• مصحف
• متصل الاسانید		

پہلی قسم: موضوع

راوی میں طعن کے اعتبار میں سے پہلی قسم موضوع ہے جو ان تمام اقسام میں سے زیادہ خطرناک ہے آمدہ صفحات میں حدیث موضوع کی تفصیلی مباحث کو ذکر کیا جائے گا۔

دوسری قسم: متروک

"ھوالحدیث الذی فی إسنادہ راومتھم بالکذب"[۳۲] متروک اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جو متہم بالکذب ہو۔

---

[۲۹] ابن الملقن، سراج الدین، ابو حفص عمر بن علی ابن احمد، المقنع فی علوم الحدیث (سعودیہ: دار فواز للنشر، ۱۴۱۳ھ)، ۱/ ۱۵۴

[۳۰] ابن حجر، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۱/ ۱۵۸

[۳۱] العثیمین، محمد بن صالح بن محمد، مصطلح الحدیث (قاہرہ: مکتبۃ العلم، ۱۴۱۵ھ)، ۱۵،

تیسری قسم:منکر

منکر کی تعریف کرتے ہوئے ابن حجر لکھتے ہیں:"فمن فحش غلطه أو كثرت غفلته أو ظهر فسقه فحديثه منكر"[33] اگر کسی حدیث کا راوی فحش غلطیاں کرتا ہو یا شدید غفلت کا شکار رہتا ہو یا اس کا فسق ظاہر ہو تو اس کی راویت کردہ روایت منکر ہو گی۔

امام ذہبی نے منکر کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:"ألمنكر هو ما إنفردالراوى الضعيف به"[34]

منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو صرف ضعیف راوی روایت کرے۔

چوتھی قسم:شاذ

ابن حجر شاذ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں::ما رواه المقبول مخالفا لمن هو أولى منه"[35]

شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں ایک مقبول راوی اپنے سے بہتر راوی کی مخالفت کرتے ہوئے روایت نقل کرے

پانچویں قسم:معلل

حدیث معلل کی محدثین نے مختلف تعریفات بیان کی ہیں البتہ سب سے بہتر تعریف ابن صلاح نے کی ہے آپ ان الفاظ میں تعریف فرماتے ہیں:"فالحديث المعلل هو الحديث الذي إطلع فيه على علة تقدح في صحته مع أن ظاهرة السلامة منها"[36]

معلل وہ حدیث جس میں کسی ایسی علت پر مطلع ہوا جائے جو اس کی صحت کے لیے نقصان دہ ہو جبکہ وہ حدیث ظاہری طور پر اس علت سے محفوظ ہو۔

چھٹی قسم:مدرج

مدرج عربی لغت میں "ادرج" سے اسم مفعول ہے اس کا معنیٰ ہے داخل کرنا،اصطلاحِ محدثین میں اس کی دو قسمیں ہیں

۱. مدرج الاسناد:"ماغيرسياق سنده"وہ سند جس کے سیاقِ سند کے بدل جانے کی وجہ سے ثقہ کی مخالفت ہو جائے۔
۲. مدرج المتن:"هو أن يدرج الراوى فى حديث النبى ﷺ شيأ من كلام غيره مع إبهام كونه من كلامه"[37] مدرج المتن اس روایت کو کہتے ہیں جس میں کوئی راوی نبی کریم ﷺ کی حدیث میں کسی اور کا کلام داخل کر دے اور اس کی وضاحت بھی نہ کرے کہ اس کا اپنا کلام ہے یا کسی اور کا کلام ہے۔

ساتویں قسم:مقلوب

اس کی سب سے بہتر تعریف محمود الطحان نے یوں فرمائی ہے:"إبدال لفظ بآخر في سند الحديث أو متنه بتقديم أو تاخير أونحو"[38] سندِ حدیث یا متنِ حدیث میں تقدیم و تاخیر کے ساتھ کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دینا مقلوب کہلاتا ہے۔

---

[32] ابن حجر،نزہۃ النظر،۱۲۲۔

[33] ایضاً،۱۲۳۔

[34] ذہبی،الموقظۃ فی علم المصطلح الحدیث،۳۴

[35] ابن حجر،نزہۃ النظر،۹۸

[36] ابن الصلاح،علوم الحدیث،۹۶۔

[37] ابن حجر،النکت علی ابن الصلاح،۳۴۷۔

[38] الطحان،تیسیر مصطلح الحدیث،۱۰۷۔ابن حجر،نزہۃ النظر،۱۲۶،۱۲۵۔

آٹھویں قسم: المزید فی متصل الاسانید

ابن حجر نے اس روایت کی یوں تعریف فرمائی ہے: "أن یزید راو فی الإسناد رجل لم یذکرغیره"[39]

المزید فی متصل الاسانید اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند میں کسی ایسے راوی کا ذکر کیا جائے جسے اس کے علاوہ کسی اور نے ذکر نہ کیا ہو۔

نویں قسم: مضطرب

ڈاکٹر محمود الطحان نے بڑے ہی جامع انداز میں تعریف فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں: "ألحديث الذي يروى من وجوه يخالف بعضها بعضا مع عدم إمكان ترجيح أحدها على غيره"[40]

مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی متعدد روایات ہوں اور وہ ایک دوسرے کے مخالف ہوں اور ان میں کسی روایت کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو

دسویں قسم: مصحف

علامہ سخاوی اس انداز سے تعریف فرماتے ہیں: "تحويل كلمة في الحديث من الهيئة المتعارفة إلى غيرها"[41] مصحف اس روایت کو کہتے ہیں جس میں حدیث کے کسی کلمے کو اس کی متعارف شکل سے بدل دیا جائے۔

احادیثِ ضعیف کا حکم

ضعیف احادیث پر عمل کرنے اور انہیں بیان کرنے کے بارے مختلف قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں کچھ محدثین کے نزدیک جب کسی حدیث کا ضعف بدلائل ثابت ہو جائے پھر اس پر عمل کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا جبکہ علماء حدیث اور فقہاء کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جو بلا تکلف فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب وغیرہ میں ضعیف حدیث کو صرف قابلِ عمل ہی نہیں بلکہ مستحب بھی سمجھتے ہیں علامہ سخاوی فرماتے ہیں ضعیف حدیث پر عمل کرنے نہ کرنے کے متعلق چار مذاہب ہیں

أ. ضعیف احادیث مطلقا قابل رد ہیں۔

ب. مطلقا قابلِ قبول ہیں۔

ج. فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں بلا قید وشرط مقبول ہیں ۔

د. چند شرائط کے ساتھ صرف فضائل اعمال میں جائز ہیں۔[42]

پہلا مذہب: ضعیف احادیث مطلقا قابلِ قبول نہیں

محدثین اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک ضعیف احادیث مطلقا قابل رد ہیں جن میں نمایاں نام یحیٰ بن معین، ابن العربی، امام بخاری اور امام مسلم کے ہیں ان حضرات کے نزدیک ضعیف روایات سے استدلال کرنا جائز نہیں[43]

---

[39] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، اختصار علوم الحدیث (ریاض: مکتبہ دار السلام، ۱۴۱۴ھ)، ۱۶۷۔

[40] الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ۱۱۲۔

[41] سخاوی، فتح المغیث، ۴/ ۵۶

[42] سخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمان، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع (جدہ: دار المنہاج، س:ن)، ۴۰۰

[43] سخاوی، فتح المغیث، ۱/ ۱۲۰

دوسرا مذہب: ضعیف احادیث مطلقا قابل قبول ہیں

علماء کا ایک گروہ وہ ہے جو ضعیف احادیث کو مطلقا قابلِ قبول اور بلا شرط قابل عمل سمجھتے ہیں یہ گروہ ضعیف حدیث کو قیاس واجتہاد پر مقدم سمجھتے ہیں تدریب الراوی میں ہے: بعض علماء کے نزدیک ضعیف حدیث پر مطلقا عمل کیا جائے گا ان میں امام ابو داؤد، امام احمد اور امام نسائی شامل ہیں ان کے نزدیک حدیث ضعیف شخصی قیاس اور رائے سے قوی تر ہے[۴۴] علامہ سیوطی نے امام احمد کا یہ قول بھی نقل کیا ہے "إن الحديث الضعيف أحب إلى من راى الرجال"[۴۵]

تیسرا مذہب: ضعیف احادیث صرف فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب وغیرہ میں بلا قید وشرط مقبول ہیں

علماء کی ایک جماعت کے نزدیک ضعیف احادیث مطلقا تو قابلِ قبول نہیں البتہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب وغیرہ میں بغیر کسی شرط کے ضعیف حدیث کو بیان کرنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے علامہ سیوطی فرماتے ہیں "حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے صرف ایک ہی شرط ذکر کی ہے کہ وہ فضائل اعمال سے متعلق یا اس کے مشابہ ہو"[۴۶]

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علماء کے نزدیک مواعظ، قصص، اور فضائل اعمال کی ضعیف احادیث بغیر ان کے ضعف کے بیان کیے ہوئے روایت کرنا جائز ہے مگر اللہ تعالی کی صفات اور حلال وحرام کے احکام میں ایسا کرنا جائز نہیں"[۴۷]

چوتھا مذہب: ضعیف احادیث صرف فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب وغیرہ میں چند شرائط کے ساتھ مقبول ہیں۔

علماء کا یہ گروہ نہ ضعیف احادیث کے بیان سے بالکل روکتا ہے اور نہ ہی ان کے بیان کی مطلقا اجازت دیتا ہے اور فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں بھی ہر حدیث کو بیان نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے لیے بھی کچھ شرائط کا خیال کیا جائے گا،

شیخ جمال الدین قاسمی کے نزدیک یہ مذہب ائمہ کے نزدیک معتمد ہے[۴۸]

علامہ عبد الحئی لکھنوی آثار المرفوعہ میں فرماتے ہیں: "موضوع حدیث کے بر خلاف ضعیف حدیث اگر احکام سے متعلق نہ ہو تو اس میں تساہل کیا جاتا ہے اور متعدد شرائط کے ساتھ اسے قبول کیا جاتا ہے"[۴۹]

حافظ سیوطی میں "تدریب الراوی" میں ضعیف حدیث کی قبولیت کی چار شرائط بیان کرتے ہیں

أ. ضعف شدید نہ ہو۔

ب. وہ اصولِ معتمدہ کے موافق ہو۔

ج. اسکے ثبوت کا اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کسی ایسی بات کی نسبت نہ ہو جائے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہ فرمایا ہو[۵۰]

د. ضعیف حدیث پر عمل کرنے والا اس کی تشہیر نہ کرے

---

[۴۴] السیوطی، تدریب الراوی، ۱/۲۹۹

[۴۵] ایضاً

[۴۶] ایضاً

[۴۷] عثمانی، ظفر احمد، قواعد فی علوم الحدیث (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۳۹۳ھ)، ۳۷

[۴۸] قاسمی، قواعد التحدیث، ۱۱۳

[۴۹] لکھنوی، ابو الحسنات، محمد عبد الحئی بن عبد الحلیم، الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۴ء)، ۷۴

[۵۰] نووی، التقریب والتیسیر، ۹۸۔

خلاصہ بحث

اس آرٹیکل میں حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کیا ہے اس کے بعد حدیث کی اہم اقسام کا تعارف کروایا گیا ہے تا کہ اصل عنوان حدیثِ ضعیف کے تعارف میں آسانی ہو سکے اس کے بعد اقسام احادیثِ ضعیفہ ک اقسام کو بالتفصیل بیان کیا ہے احادیثِ ضعیفہ کی اقسام کو بیان کرنے کے بعد حدیث ضعیف کے حکم کو بیان کی ہے جس میں حدیث ضعیف کے حکم میں علماء کے مابین علمی اختلاف کو بھی اجاگر کیا ہے کہ کس کس باب میں حدیث ضعیف کا قابل قبول مانا جائے گا اور کس باب میں حدیثِ ضعیف بالکل قابلِ قبول نہیں۔